خطبہ جمعہ

بتاریخ 24 صفر 1448ھ بمطابق 8 اگست 2026ء

عِبَادَةُ الشُّكْرِ

شکر: ایک عظیم عبادت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَصَفِيُّهُ مِنْ خَلْقِهِ وَخَلِيلُهُ، أَدَّى الأَمَانَةَ، وَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ، وَجَاهَدَ فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ، حَتَّى أَتَاهُ اليَقِينُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيرًا؛ {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ } [آل عمران: 102].

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

اے اللہ کے بندو! بندگی کے عظیم ترین مقامات میں سے ایک مقامِ شکر ہے۔ یہ ایک جلیل القدر عبادت اور اللہ کے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالی نے شکر کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور اپنی خاص مخلوق کو اس صفت سے متصف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا (الإسراء: 3) "بیشک وہ ایک بہت شکر گزار بندے تھے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (120) شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ [النحل: 120، 121] "بیشک ابراہیم (اپنی ذات میں) ایک امت تھے، اللہ کے فرمانبردار اور یکسو تھے، اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ وہ اس (اللہ) کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے انہیں چن لیا اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت دی۔"

اور جب اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اوپر اللہ کی مسلسل نعمتوں کی بارش دیکھی تو فرمایا: قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ [النمل: 40] "انہوں نے کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں

یاناشکری،اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے،اور جو ناشکری کرتا ہے تو بیشک میرا رب بے نیاز اور کرم فرمانے والا ہے۔"

اور ہمارے نبی ﷺ اپنے رب کے بہت زیادہ شکر گزار تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اتنی لمبی نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا: آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرمادی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ) "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

اے مسلمانو! بیشک اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو شکر گزار اور ناشکرے دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا [الإنسان: 3] "بیشک ہم نے اسے راستہ دکھادیا،اب چاہے وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔"

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گزار بندوں کے بارے میں خبر دی کہ وہ بہت تھوڑے ہیں۔ چنانچہ اس ذاتِ جلیل و کریم نے فرمایا: وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ [سبأ: 13] "اور میرے بندوں میں سے شکر گزار بہت کم ہیں۔"

دنیا کی اکثریت اللہ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال ہے، مگر اس کے باوجود شکر ادا کرنے والے کم اور یادِ الٰہی میں مگن رہنے والے نایاب ہیں۔ انسان کی غفلت کا عالم یہ ہے کہ جب نعمت چھن جاتی ہے اور مصیبت سر پر آپڑتی ہے، تب خوابِ غفلت سے اس کی آنکھ کھلتی ہے اور وہ اپنی بے حسی پر پچھتاتا ہے، حالانکہ تب یہ ندامت بے سود ہوتی ہے۔ لہذا حقیقی خوش نصیب بندہ وہی ہے جسے ہر دم اپنے اوپر رب کی نعمتوں کا عکس دکھائی دے؛ اس کا دل اللہ کے فضل کا اقرار کرے، زبان اس کے ذکر و شکر سے تر رہے، اور اس کا وجود ہر لمحہ حکمِ الٰہی کی اطاعت میں جھکا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ [ابراھیم: 34] "اور اس نے تمہیں ہر وہ چیز دی جو تم نے اس سے مانگی، اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے، بیشک انسان بہت بڑا ظالم اور سخت ناشکرا ہے۔"

طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: إِنَّ حَقَّ اللهِ أَثْقَلُ مِنْ أَنْ يَقُومَ بِهِ الْعِبَادُ، وَإِنَّ نِعَمَ اللهِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُحْصِيَهَا الْعِبَادُ، وَلَكِنْ أَصْبِحُوا تَائِبِينَ، وَأَمْسُوا تَائِبِينَ "بلاشبہ اللہ کا حق اتنا بڑا ہے کہ بندے اسے پوری طرح ادا نہیں کر سکتے، اور اس کی نعمتیں اس قدر بے شمار ہیں کہ انہیں گننا انسان کے بس میں نہیں۔اس لیے، اپنی صبح اور شام توبہ واستغفار کرتے ہوئے گزارو۔"

اے بابرکت لوگو! اللہ تعالیٰ کے خوبصورت ناموں میں سے ایک نام 'الشَّكُورُ' (نہایت قدردان) ہے۔ یہ وہ ذات ہے جو تھوڑے سے عمل پر بھی بہت زیادہ عطا فرماتی ہے، معمولی نیکی کو بھی شرفِ قبولیت بخشتی ہے اور اس پر بے حساب اجر دیتی ہے۔ وہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا، بلکہ اس سے بھی بے پناہ بڑھا کر عطا کرتا ہے۔

ربِ ذوالجلال اکثر اپنے نام 'الشَّكُورُ' کے ساتھ اپنے ایک اور نام 'الْغَفُورِ' (بہت بخشنے والا) کا بھی ذکر فرماتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پاک ذات ہر گناہ کو معاف کرنے والی ہے، چاہے وہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو؛ کوئی گناہ اس کی بخشش سے بڑا نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری طرف وہ ہر عمل کا قدردان ہے، چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ پاک ہے وہ پروردگار، جو نہ تو کبھی کسی کی آس ٹوٹنے دیتا ہے اور نہ ہی کسی کی محنت اور عمل کو رائیگاں جانے دیتا ہے۔

اے مسلمانو! ان ذرائع میں سے جن کے ذریعے بندہ 'شکر گزار بندے' کے مقام تک پہنچتا ہے، ایک ذریعہ دعا ہے۔

اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ [النمل: 19] "اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائی ہے۔"

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: يَا مُعَاذُ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ "اے معاذ! اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" پھر فرمایا: "اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ کہنا ہرگز نہ چھوڑنا:

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ "اے اللہ! اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی بہترین عبادت پر میری مدد فرما۔" [اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے]

شکر گزاری کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ اللہ کی نعمتوں کا اعتراف اور ان کا تذکرہ کرنا ہے: اللہ تعالی نے فرمایا: وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ [ابراھیم: 7] "اور جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

چنانچہ ایک شکر گزار نفس جب اللہ کی نعمتوں کا مشاہدہ کر کے اپنے خالق کے احسانات کا معترف ہوتا ہے، تو انعام کے طور پر اسے مزید فضل اور رحمتوں سے مالا مال کر دیا جاتا ہے۔ اسی لیے اہل علم شکر کو الْحَافِظ "حفاظت کرنے والا" کہتے تھے، کیونکہ یہ موجودہ نعمتوں کی حفاظت کرتا ہے اور کھوئی ہوئی نعمتوں کو کھینچ لاتا ہے۔

شکر گزاری کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ نعمت کو اللہ کی رضا والے کاموں میں استعمال کرنا ہے: کیونکہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نعمت کو ان کاموں میں استعمال کیا جائے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ بعض سلف صالحین نے فرمایا ہے: الشُّكْرُ تَرْكُ الْمَعْصِيَةِ "شکر، گناہوں کو ترک کر دینے کا نام ہے۔"

شکر گزاری کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھا جائے:

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ [متفق علیہ] "(دنیا کے معاملے میں) ہمیشہ ان لوگوں پر نظر رکھو جو تم سے کم تر ہیں، اور ان کی طرف نہ دیکھو جو تم سے بڑھ کر ہیں۔ یہ اندازِ فکر اس بات کا بہترین ذریعہ ہے کہ تم اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں کو معمولی یا حقیر نہ سمجھو۔" (صحیح بخاری صحیح مسلم)

بَارَكَ اللهُ لِي وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَنَفَعَنِي وَإِيَّاكُمْ بِمَا فِيهِ مِنَ الآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ، أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فَاسْتَغْفِرُوهُ وَتُوبُوا إِلَيْهِ؛ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

دوسرا خطبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى إِحْسَانِهِ، وَالشُّكْرُ لَهُ عَلَى تَوْفِيقِهِ وَامْتِنَانِهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الدَّاعِي إِلَى رِضْوَانِهِ، مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ سَارَ عَلَى مِنْوَالِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

حمد وصلاۃ کے بعد: اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور خلوت وجلوت میں اس کا دھیان رکھو، اور جان لو کہ تم سب اسی کی طرف اکٹھا کیے جاؤ گے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو بے شمار عظیم احسانات کیے ہیں، ان میں سے ایک بہت بڑی نعمت 'پانی' ہے۔ یہ پانی بغیر کسی محنت اور مشقت کے باآسانی ہم تک پہنچ جاتا ہے، جبکہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو پانی کے حصول کے لیے میلوں لمبا سفر طے کرتے ہیں، خواہ وہ پانی پینے کے لائق ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس عظیم نعمت کا احسان جتاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ[الملک:30] "آپ فرما دیجیے: بھلا یہ تو بتاؤ، اگر تمہارا پانی زمین میں گہرا اتر جائے، تو پھر کون ہے جو تمہارے پاس بہتا ہوا صاف پانی لے آئے گا؟"

اور مکمل شکر یہ ہے کہ بندہ اس نعمت کا صحیح استعمال کرے اور پانی میں اسراف اور فضول خرچی سے بچے۔ جب ہمارے دینِ حنیف نے ہمیں صدقہ اور وضو میں اسراف سے منع فرمایا ہے، حالانکہ یہ دونوں عبادت ہیں، تو پھر ان کے علاوہ دیگر امور میں اسراف کا کیا حال ہوگا؟ ذرا غور کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا[الفرقان:67] "اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ وہ خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔"

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو کیا، پھر فرمایا: هَكَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ، وَتَعَدَّى، وَظَلَمَ "وضو اسی طرح ہے، پس جس نے اس پر زیادتی کی تو یقیناً اس نے برا کیا، حد سے تجاوز کیا، اور ظلم کیا۔" [اس حدیث کو امام احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے]

اے ایمان والو! موجودہ دور میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو عظیم احسانات کیے ہیں، ان میں بجلی کی نعمت بھی شامل ہے۔ اسی سے ہمارے گھروں میں اجالا ہے، کھانے پینے کی اشیاء محفوظ رہتی ہیں، زندگی کا نظام چلتا ہے، ذرائع ابلاغ کام کرتے ہیں اور شدید گرمی سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔ ذرا سوچیے! اگر دن یا رات کے کسی بھی پہر صرف ایک گھنٹے کے لیے بجلی چلی جائے، تو یوں لگتا ہے جیسے زندگی رک گئی ہو اور تمام کام کاج ٹھپ ہو گئے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب انسان کسی نعمت کا مسلسل عادی ہو جاتا ہے تو اسے اس کی قدر نہیں رہتی، لیکن جب وہ نعمت چھن جائے تب اس کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔ لہٰذا، بجلی کا بے دریغ اور لاپرواہی سے استعمال کرنا، اور دن رات اسے بلا ضرورت کھلا رکھنا، ایک انتہائی قابلِ مذمت فضول خرچی ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ "بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے: فضول باتیں، مال ضائع کرنا، اور کثرت سے بیجا سوالات کرنا۔" [اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے]

اے اللہ! ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت پیدا فرما اور اسے ہمارے قلب و روح کی زینت بنا دے۔ کفر، نافرمانی اور گناہوں سے ہمیں متنفر کر دے اور ہمیں راہِ راست پر چلنے والوں میں شامل فرما۔ اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو سربلندی اور عزت عطا فرما، اور شرک اور مشرکین کو ذلیل و خوار کر۔ اے اللہ! کویت اور اس کے باسیوں کو ہر شر اور مصیبت سے محفوظ رکھ، اور اس ملک کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی ممالک کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دے۔ اے ربِ ذوالجلال! ملک کے امن و امان کی حفاظت پر مامور ہمارے محافظ بھائیوں کی نگہبانی فرما اور انہیں ثابت قدمی عطا کر۔ اے اللہ! ہمارے امیر اور ان کے ولی عہد کو ان نیک اعمال کی توفیق بخش جن سے تو راضی ہوتا ہے، اور نیکی و تقویٰ کے راستے پر ان کی بہترین رہنمائی فرما۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

خطبات جمعہ تیار کرنے والی کمیٹی